ZAUQ-E-TAHQEEQ
www.Zauq-e-Tahqeeq.com
editor@zauq-e-tahqeeq.com
ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE:2789-8784
Volume.8,Issue No.1 (2026)
(January to March)

اُردو میں اشاریہ سازی کی اہمیت

The Significance of Indexing in Urdu

انیلہ بشریٰ

ایم۔فل اسکالر، شعبہ اُردو زبان وادب، یونیورسٹی آف سرگودھا، سرگودھا

ڈاکٹر محمد یار گوندل

پروفیسر، شعبہ اُردو زبان وادب، یونیورسٹی آف سرگودھا، سرگودھا

Aneela Bushra

M.Phil Urdu Scholar, Department of Urdu Language & Literature, University of Sargodha

Dr. Muhammad Yar Gondal

Professor, Department of Urdu Language & Literature, University of Sargodha

Article Details

Received:
February 25, 2026

Accepted:
March 10, 2026

Online Published:
March 30, 2026

Copyright: © 2026 by the authors. This is an open-access article distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

Abstract: The research paper, "An Explanatory Index of MPhil Research Papers Related to Novels at the University of Sargodha," presents previous M.Phil research on Urdu novels in an organized and systematic manner. It provides brief details of each research paper, including its title, researcher, year, objectives, methodology, findings, and recommendations. The study is divided into four chapters dealing with the tradition, importance, and principles of explanatory indexing. The second and third chapters cover research on female and male novelists respectively, while the fourth discusses general, theoretical, artistic, social, cultural, intellectual, and comparative aspects of the Urdu novel. The research highlights the thematic, intellectual, and artistic diversity of Urdu novel studies at the University of Sargodha. It identifies major research trends and helps future researchers select new topics and access previous research easily. Thus, the paper is a valuable scholarly effort that promotes indexing and serves as a useful reference for Urdu novel research.

Key words: An Explanatory Index. systematic manner, objectives, methodology, findings, comparative aspects, Urdu novel

اکیسویں صدی سائنس و ٹیکنالوجی کی ترقی اور عصرِ حاضر کے علمی میلانات کے سبب انقلابی دور کی حثیت رکھتی ہے۔دور جدید میں علم و تحقیق کے شعبے میں ان گنت مقالات، کتابیں اور علمی ذخیرے وجود میں آرہے ہیں۔علمی ذخیرے کی وسعت کے سبب معلومات تک سہل اور جلد رسائی کی ضرورت پہلے سے بڑھ گئی ہے۔اشاریہ سازی منتشر عملی ذخیرے کو مرتب کر کے محققین اور قارئین کے لیے مطلوب معلومات کی جستجو سہل بناتی ہے۔اس طرح اشاریہ سازی وقت کی بچت، تحقیق میں آسانی اور علمی مواد سے بھرپور استفادے کی سہولت مہیا کرتی ہے۔لفظ "توضیحی اشاریہ" دو الفاظ کا مرکب ہے:"توضیحی" اور "اشاریہ"۔لفظ "توضیحی" عربی زبان سے ماخوذ ہے، جس کے معنی کسی بات کی تشریح، وضاحت یا تفصیل بیان کرنا ہیں۔یہ لفظ کسی چیز کے مفہوم کو واضح کرنے، اس کی تشریح کرنے یا کسی بات کو کھول کر بیان کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔چنانچہ کسی متن یا عبارت کے ضمن میں لفظ "توضیحی" سے

مراد ایسی وضاحت یا تفصیل ہے جس کے ذریعے متعلقہ مواد کو بہتر طور پر سمجھنے میں مدد ملے۔ لفظ "اشاریہ" بھی عربی زبان کا لفظ ہے اور انگریزی کے لفظ (Index) کا اُردو مترادف ہے۔ اشاریہ سے مراد ایسی منظم معلوماتی فہرست ہے جس میں کسی کتاب، متن یا دستاویز میں موجود اہم موضوعات، ناموں، مقامات، اصطلاحات یا دیگر متعلقہ مواد کی نشاندہی کی جاتی ہے، تاکہ قاری مطلوبہ معلومات تک آسانی اور کم وقت میں رسائی حاصل کر سکے۔

> "اشاریہ تحقیق کی ایک اہم منزل ہے یہ ایک ایسی باضابطہ مرتب فری فہرست ہوتی ہے جو ہر اندراج کے بارے میں معلومات فراہم کرتی ہے لہذا اس کی ترتیب و تیاری میں خصوصی توجہ اور فکر و نظر کی ضرورت ہوتی ہے اس کی تکمیلی کام کی وجہ سے حوالوں کے نظام میں ترتیب آتی ہے بکھری ہوئی معلومات کو یکجا کرنے اور قاری کو مطلوبہ مواد کی تلاش و رہنمائی میں بھرپور مدد ملتی ہے۔"(۱)

اشاریہ کسی کتاب، رسالے، جریدے، مقالے، دستاویز یا کسی بھی علمی و تحقیقی مواد میں موجود اہم معلومات کو منظم اور باقاعدہ ترتیب سے پیش کرنے کا ایک مؤثر تحقیقی وسیلہ ہے۔ اس کے ذریعے قاری اور محقق کسی طویل یا وسیع متن میں موجود مطلوبہ مواد تک کم سے کم وقت میں رسائی حاصل کر سکتا ہے۔ اشاریہ محض ناموں، عنوانات یا الفاظ کی فہرست نہیں بلکہ ایک منظم نظام ہے جو مواد کی نوعیت، موضوعات، اصطلاحات، شخصیات، مقامات اور دیگر اہم معلومات کی نشان دہی کر کے انہیں قابلِ استفادہ بناتا ہے۔ اس کی مدد سے نہ صرف کسی خاص موضوع سے متعلق مواد تلاش کرنا آسان ہوتا ہے بلکہ متن کے مختلف اجزا کے باہمی ربط اور معنوی جہات کو سمجھنے میں بھی مدد ملتی ہے۔ اس اعتبار سے اشاریہ علمی مواد اور قاری کے درمیان ایک ایسے رابطے کا کردار ادا کرتا ہے جو وسیع اور منتشر معلومات کو مختصر، منظم اور قابلِ رسائی صورت میں پیش کرتا ہے۔

اشاریہ سازی ایک علمی، تحقیقی اور مہارتی عمل ہے جس میں کسی متن یا دستاویز کے اہم اور قابلِ استفادہ اجزا کی شناخت، انتخاب، ترتیب اور توضیح شامل ہوتی ہے۔ ایک معیاری اشاریہ مرتب کرنے کے لیے محض اہم الفاظ یا عنوانات کو یکجا کرنا کافی نہیں بلکہ متن کے مفہوم، موضوعاتی اہمیت، اصطلاحی نوعیت اور داخلی ربط کو سمجھنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ اشاریہ میں موضوعات کا فہم، اصطلاحات کی توضیح، اہم الفاظ کی تشریح، شخصیات اور مقامات کی نشان دہی جیسے مختلف پہلو شامل کیے جاسکتے ہیں، جو محقق کو متعلقہ مواد کے عمیق ادراک میں مدد دیتے ہیں۔ اسی وجہ سے اشاریہ سازی کو ایک سنجیدہ اور ذمہ دارانہ علمی سرگرمی قرار دیا جاتا ہے، کیونکہ اس کی درست ترتیب اور جامعیت ہی اس کی افادیت کا تعین کرتی ہے۔

> "کسی کتاب یا کتب میں مذکور مضامین اشخاص مقامات یا ناموں وغیرہ کی مفصل الف بائی یا ابجدی فہرست مع حوالہ صفات جہاں انہیں استعمال کیا گیا ہو۔"(۲)

اشاریہ سازی کو انسانی علمی سرگرمیوں سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ جب انسانی علم کا ذخیرہ محدود تھا تو کسی کتاب یا دستاویز میں مطلوبہ معلومات تلاش کرنا نسبتاً آسان تھا، لیکن علوم و فنون کے فروغ اور علمی سرمایہ میں اضافے کے ساتھ معلومات کی مقدار میں مسلسل اضافہ ہوتا گیا۔ کتابوں، رسائل، جرائد، اخبارات، دستاویزات اور دیگر علمی ذرائع کی تعداد بڑھنے لگی تو ان میں موجود مطلوبہ مواد تک فوری رسائی ایک اہم مسئلہ بن گئی۔ اسی ضرورت کے نتیجے میں علمی مواد کو منظم کرنے، اہم موضوعات کی نشان دہی کرنے اور معلومات کے مختلف اجزا کو ترتیب دینے کے طریقے وجود میں آئے، جو وقت کے ساتھ ساتھ ترقی کرتے ہوئے اشاریہ سازی کی باقاعدہ

علمی صورت اختیار کر گئے۔ اس طرح اشاریہ سازی دراصل انسانی علمی ضرورت کا نتیجہ ہے جس کا بنیادی مقصد علم کو محفوظ رکھنے کے ساتھ ساتھ اسے ضرورت کے وقت قابلِ حصول بنانا ہے۔

کتابت کے قدیم دور میں بھی بعض کتابوں اور دستاویزات کے اختتام پر اہم موضوعات، ابواب، ناموں یا دیگر متعلقہ مواد کی نشان دہی کی جاتی تھی، تاہم طباعت کے فروغ کے بعد اشاریہ سازی کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ محسوس ہوئی۔ طباعت نے کتابوں اور رسائل کی اشاعت کو عام کیا اور علمی مواد کی مقدار میں غیر معمولی اضافہ ہوا۔ ایک طرف یہ صورتِ حال علمی سرگرمیوں کے فروغ کا باعث بنی تو دوسری طرف وسیع مواد میں سے مطلوبہ معلومات تلاش کرنا مشکل ہونے لگا۔ اس صورتِ حال نے ایسی منظم فہرستوں کی ضرورت کو جنم دیا جو قاری کو کسی کتاب یا علمی ذخیرے کے مخصوص حصے تک براہِ راست پہنچا سکیں۔ چنانچہ اشاریہ رفتہ رفتہ محض ایک اضافی سہولت کے بجائے علمی تحقیق کا اہم جزو بن گیا۔

> "اشاریہ کا مقصد اشخاص، مقامات وغیرہ کے نام گنوانا نہیں بلکہ ان سے متعلق کتاب میں کوئی اطلاع یا اطلاعات بہم پہنچائی گئی ہوں۔ اگر کتاب ضخیم ہے تو اشاریہ کو مختلف حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔"(۳)

برصغیر میں بھی علمی، ادبی اور صحافتی سرگرمیوں کے فروغ کے ساتھ اشاریہ سازی کی ضرورت نمایاں ہوتی گئی۔ اُردو صحافت کے ابتدائی مطبوعہ دور کا تعلق انیسویں صدی کے آغاز سے سامنے آتا ہے۔ قومی کونسل برائے فروغ اُردو زبان کے مطابق ۲۷ مارچ ۱۸۲۲ء کو کلکتہ سے جام جہاں نما جاری ہوا، جسے اُردو کا اولین مطبوعہ اخبار قرار دیا جاتا ہے۔ اس کے بانی ہری ہر دت اور مدیر منشی سدا سکھ لال تھے۔ اس تاریخی واقعے نے برصغیر میں اُردو صحافت کی ایک نئی روایت کی بنیاد رکھی، جس کے بعد مختلف علاقوں سے اخبارات اور رسائل کی اشاعت کا سلسلہ آگے بڑھا۔ تاہم اُردو صحافت کے آغاز اور اُردو ادبی رسائل کی روایت کو ایک ہی تاریخی مرحلے کے طور پر دیکھنا درست نہیں، کیونکہ دونوں کے ادوار اور نوعیت میں فرق پایا جاتا ہے۔ پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفی دہلوی کے حوالے سے محبِ ہند کو اُردو کا اولین ادبی جریدہ قرار دینے کا ذکر ملتا ہے اور اس کا اجرا ۱۸۴۷ء سے منسوب کیا جاتا ہے۔ اس طرح اُردو کے صحافتی اور ادبی مطبوعہ سرمائے کی روایت انیسویں صدی ہی میں مضبوط ہونا شروع ہوئی اور بعد کے ادوار میں اس میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا۔

> "موضوعی اشارے اٹھارویں صدی عیسوی کے ادب میں ملتے ہیں۔ ان میں اصطلاحات کا انتخاب اور اندراجات کی ترتیب ایک طویل عرصہ تک غیر منظم رہی۔ انیسویں صدی کے آخر میں جب لائبریری سائنس اور دستاویز سازی کے مختلف شعبوں میں ترقی ہوئی تو موضوع اشاری کا نہ صرف رواج عام ہوا بلکہ یہ زیادہ منظم صورت اختیار کر گیا۔"(۴)

ایک طویل مدت تک برصغیر کے مختلف علمی و ادبی مراکز سے بے شمار رسائل اور جرائد شائع ہوتے رہے۔ ان رسائل کی نوعیت، تعداد، موضوعات اور اشاعتی سلسلہ ایک دوسرے سے مختلف تھا۔ بعض رسائل مختصر مدت تک جاری رہے، بعض نے کئی دہائیوں تک علمی و ادبی خدمات انجام دیں اور بعض رسائل کے شمارے مختلف کتب خانوں، اداروں اور ذاتی ذخائر میں محفوظ ہوتے گئے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ان رسائل تک رسائی ایک اہم تحقیقی مسئلہ بن گئی، کیونکہ کسی مخصوص رسالے کی اشاعت کے زمانے، مقام، مدیر، شماروں کی تعداد اور محفوظ ذخیرے کے بارے میں مکمل معلومات ایک ہی جگہ دستیاب نہیں ہوتیں۔ محقق کے لیے یہ

معلوم کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ مطلوبہ رسالہ کہاں محفوظ ہے، اس کے کون کون سے شمارے دستیاب ہیں اور آیا متعلقہ مواد مکمل حالت میں موجود ہے یا صرف چند غیر مربوط شماروں کی صورت میں محفوظ ہے۔

بعض اوقات کسی رسالے یا کتاب کے بارے میں یہ معلومات تو مل جاتی ہیں کہ اس کا ریکارڈ کسی مخصوص کتب خانے یا ادارے میں موجود ہے، لیکن جب محقق وہاں پہنچتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ محفوظ مواد نامکمل ہے یا صرف چند شماروں تک محدود ہے۔ کبھی مطلوبہ شمارہ موجود نہیں ہوتا اور کبھی ایسا مواد دستیاب ہوتا ہے جس کی حالت انتہائی خراب ہونے کی وجہ سے اس سے استفادہ مشکل ہو جاتا ہے۔ اس صورتِ حال میں محقق کو ایک ہی مواد کے لیے متعدد کتب خانوں، اداروں یا ذاتی ذخائر سے رجوع کرنا پڑتا ہے، جس سے تحقیق کا وقت اور محنت دونوں بڑھ جاتے ہیں۔ یہی وہ مرحلہ ہے جہاں اشاریہ سازی کی اہمیت نمایاں ہوتی ہے، کیونکہ جامع اور منظم اشاریہ محقق کو کم از کم یہ معلوم کرنے میں مدد فراہم کرتا ہے کہ مطلوبہ مواد کس عنوان، شخصیت، موضوع یا ماخذ کے تحت موجود ہے اور اسے کہاں تلاش کیا جا سکتا ہے۔

اُردو زبان و ادب کا علمی و ادبی سرمایہ مختلف ادوار، اصناف اور ذرائع میں پھیلا ہوا ہے۔ اُردو کے وہ مصنفین، شعرا، محققین، نقاد اور اہلِ قلم جنہوں نے اپنی تخلیقی اور فکری صلاحیتوں کے ذریعے اُردو ادب میں گراں قدر اضافہ کیا، ان کے متعلق مواد مختلف کتابوں، رسائل، جرائد، اخبارات اور تحقیقی مقالوں میں بکھرا ہوا ملتا ہے۔ کسی ایک ادیب یا شاعر کے بارے میں معلومات تلاش کرتے ہوئے محقق کو اس کی تخلیقات کے ساتھ ساتھ اس کے سوانحی حالات، ادبی خدمات، تنقیدی آرا، انٹرویوز، خطوط اور دیگر متعلقہ مواد بھی تلاش کرنا پڑتا ہے۔ اگر یہ مواد مختلف ادوار اور مختلف ذرائع میں منتشر ہو تو اس سے استفادہ عام قاری کے لیے تو مشکل ہوتا ہی ہے، خود ماہر محقق کے لیے بھی خاصا وقت طلب مرحلہ بن جاتا ہے۔ اشاریہ ایسے منتشر مواد کو ایک منظم نظام میں لا کر اس کی تلاش اور بازیابی کو آسان بناتا ہے۔

> ”اُردو میں اشاریہ سازی کا کام ابھی بہت کم ہوا ہے۔ البتہ غالب اور اقبال سے متعلق اشاریے کتابی صورت میں مرتب کیے گئے ہیں، لیکن دوسرے شعراء اور ادبا کی طرف سوائے حالی، شبلی، عبد الحق اور ابو الکلام آزاد کے اس قسم کے کام کے لیے توجہ نہیں کی گئی ہے۔ کچھ لوگوں نے بعض رسائل کے اشاریے تیار کیے ہیں جو ان رسائل کا معیار اور مزاج سمجھنے میں مدد کر دیتے ہیں۔ اس قسم کا کام اگرچہ بہ ظاہر زیادہ اہم نہیں معلوم ہوتا، لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اشاریہ سازی کا کام نہ تو آسان ہے اور نہ اہمیت ہی میں کم۔ اس سے نہ صرف تحقیقی کام کرنے والوں کے لیے آسانیاں پیدا ہوتی ہیں بلکہ ان میں ترتیب و تہذیب کا سلیقہ بھی پیدا ہوتا ہے۔ اس کام سے اس بات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کسی موضوع سے متعلق کس حد تک کام ہو چکا ہے اور کن پہلوؤں پر مزید کام کرنے کی گنجایش ہے۔ اس لیے اشاریہ سازی کے کام کی طرف توجہ کی ضرورت ہے“۔(۵)

اشاریہ کی بنیادی اہمیت اس بات میں مضمر ہے کہ یہ معلومات کو منظم اور باقاعدہ ترتیب دینے کے ساتھ ساتھ ان تک رسائی کا مؤثر ذریعہ فراہم کرتا ہے۔ کسی ضخیم کتاب، رسالے یا تحقیقی ذخیرے میں سینکڑوں یا ہزاروں صفحات پر مشتمل مواد موجود ہو سکتا ہے۔ اگر اس مواد کے اہم موضوعات اور اندراجات کی نشان دہی نہ کی گئی ہو تو قاری کو مطلوبہ معلومات تلاش کرنے کے لیے پورے متن کا مطالعہ کرنا پڑ سکتا ہے۔ اشاریہ اس مشکل کو کم کرتا ہے اور مطلوبہ مواد کے مقام کی نشان دہی کر کے قاری کو براہِ راست متعلقہ حصے تک پہنچاتا ہے۔ اس طرح اشاریہ معلومات کی تلاش کو آسان، تیز اور مؤثر بنانے میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ اشاریہ کی ایک اہم خصوصیت وقت کی بچت ہے۔ تحقیق میں وقت کی خاص اہمیت ہوتی ہے اور محقق کو مواد کی تلاش کے علاوہ مطالعے، تجزیے، تقابلی جائزے، حوالہ جات کی ترتیب اور نتائج اخذ کرنے جیسے متعدد مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ اگر اسے ہر کتاب یا رسالے میں مطلوبہ مواد تلاش کرنے کے لیے پورا متن بار بار پڑھنا پڑے تو تحقیق کا بڑا حصہ صرف تلاش کے عمل میں صرف ہو سکتا ہے۔ اشاریہ اس مرحلے کو مختصر کرتا ہے۔ محقق کسی نام، موضوع، اصطلاح یا عنوان کے تحت مطلوبہ اندراج دیکھ کر متعلقہ صفحات یا مقامات تک پہنچ سکتا ہے۔ اس طرح اس کی محنت اور وقت دونوں کی بچت ہوتی ہے اور وہ تحقیق کے بنیادی تقاضوں پر زیادہ توجہ مرکوز کر سکتا ہے۔

کسی بھی علمی ذخیرے کی افادیت صرف اس کے محفوظ ہونے میں نہیں بلکہ اس بات میں بھی ہے کہ ضرورت کے وقت مطلوبہ معلومات کتنی آسانی سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔ اگر کسی کتاب یا رسالے میں اہم معلومات موجود ہوں لیکن ان تک رسائی کا کوئی منظم ذریعہ نہ ہو تو اس مواد سے استفادہ محدود ہو جاتا ہے۔ اشاریہ محفوظ معلومات اور مطلوبہ قاری کے درمیان ایک رابطہ قائم کرتا ہے۔ اس کے ذریعے پہلے سے موجود مواد کو دوبارہ تلاش کرنا اور ضرورت کے مطابق استعمال کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ اس اعتبار سے اشاریہ علمی مواد کو محض محفوظ ذخیرے سے ایک فعال اور قابلِ استفادہ علمی وسیلے میں تبدیل کرنے میں مدد دیتا ہے۔ ابو سلمان شاہ جہان پوری اپنے اشاریہ کے پیشِ لفظ میں لکھتے ہیں:

> "کسی موضوع پر تحقیق کے لیے اس موضوع کی کتابیات چراغ ہدایت کی حیثیت رکھتی ہے"۔(۶)

اشاریہ کی اہمیت کا ایک اور پہلو معلومات کی درجہ بندی اور تنظیم ہے۔ کسی بھی علمی متن میں متعدد موضوعات، شخصیات، اصطلاحات، مقامات اور تصورات ایک دوسرے سے مربوط ہو سکتے ہیں۔ اشاریہ ان عناصر کو مناسب ترتیب کے ساتھ سامنے لاتا ہے اور قاری کو یہ سمجھنے میں مدد دیتا ہے کہ کسی خاص موضوع سے متعلق معلومات متن میں کہاں کہاں موجود ہیں۔ بعض اشاریوں میں موضوعات کے ساتھ ذیلی موضوعات، اصطلاحات کے ساتھ توضیحات اور شخصیات کے ساتھ متعلقہ حوالوں کی نشان دہی بھی کی جاتی ہے۔ اس طرح اشاریہ نہ صرف تلاش کا ذریعہ بنتا ہے بلکہ متن کی داخلی ساخت اور علمی ربط کو سمجھنے میں بھی معاون ثابت ہوتا ہے۔ توضیحی اشاریہ کی صورت میں اس کی افادیت مزید بڑھ جاتی ہے، کیونکہ اس میں کسی عنوان یا اندراج کے ساتھ مختصر وضاحت بھی فراہم کی جا سکتی ہے۔ اس وضاحت کے ذریعے محقق کو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ متعلقہ مواد کس نوعیت کا ہے اور اس میں اس کے موضوع سے متعلق کس قسم کی معلومات موجود ہیں۔ اس طرح محقق اپنے لیے زیادہ موزوں اور قابلِ اعتبار مواد کے انتخاب میں مدد حاصل کرتا ہے۔ توضیحی اشاریہ خاص طور پر ان تحقیقی موضوعات کے لیے مفید ثابت ہو سکتا ہے جن میں متعدد ذرائع سے مواد جمع کرنا ضروری ہو، کیونکہ اس کے ذریعے مختلف ماخذ کی نوعیت اور افادیت کا ابتدائی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اشاریہ سازی کے موضوع پر اپنے نقطۂ نظر کی وضاحت کرتے ہوئے ڈاکٹر سید محمد عبداللہ نے ماہنامہ "صحیفہ" (لاہور) کے اشاریے میں اس حوالے سے اظہارِ خیال کیا ہے

"اشاریہ سازی کا کام آٹے میں نمک کے برابر ہے اور جو کچھ کام اس سلسلے میں ہوا ہے وہ صرف کتابوں کا ہوا ہے، رسائل کی اشاریہ سازی ہنوز تشنہ ہے"۔(۷)

اشاریہ تحقیق کے معیار کو بہتر بنانے میں بھی بالواسطہ طور پر معاون ہوتا ہے۔ کسی موضوع پر معیاری تحقیق کے لیے ضروری ہے کہ محقق اپنے موضوع سے متعلق سابقہ کام کا جائزہ لے اور دستیاب علمی مواد سے بھرپور استفادہ کرے۔ اگر سابقہ مواد تک رسائی دشوار ہو تو تحقیق محدود ذرائع تک رہ سکتی ہے۔ اشاریہ محقق کو وسیع تر علمی ذخیرے سے متعارف کراتا ہے اور مختلف ذرائع تک رسائی کے امکانات بڑھاتا ہے۔ اس کے نتیجے میں محقق مختلف آرا، نظریات اور تحقیقی نتائج کا تقابلی مطالعہ کر سکتا ہے اور اپنے موضوع کو زیادہ جامع انداز میں پیش کر سکتا ہے۔ اشاریہ تحقیقی تسلسل کو برقرار رکھنے میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ علمی تحقیق ایک مسلسل عمل ہے جس میں ہر نئی تحقیق کسی نہ کسی صورت میں سابقہ علمی کام سے وابستہ ہوتی ہے۔ اگر پہلے سے کیے گئے کام تک رسائی آسان نہ ہو تو ایک ہی موضوع پر بار بار وہی کام ہونے کا امکان پیدا ہو سکتا ہے۔ اشاریہ سابقہ تحقیقات، مضامین، کتابوں اور دیگر علمی مواد کی نشان دہی کر کے نئے محقق کو پہلے سے موجود کام سے آگاہ کرتا ہے۔ اس طرح وہ سابقہ تحقیق سے استفادہ کرتے ہوئے اپنے موضوع میں نئے پہلو تلاش کر سکتا ہے اور علمی کام میں تسلسل قائم رکھ سکتا ہے۔

رسائل و جرائد کے حوالے سے اشاریہ کی اہمیت خاص طور پر نمایاں ہے۔ اُردو کے ادبی، علمی اور تحقیقی رسائل میں مختلف ادوار کے اہم مضامین محفوظ ہیں۔ ان رسائل میں بعض ایسے مباحث بھی ملتے ہیں جو بعد میں کتابی صورت میں سامنے نہیں آئے۔ کسی ادبی تحریک، رجحان، صنف یا شخصیت کے بارے میں ابتدائی گفتگو بھی اکثر رسائل کے صفحات میں بکھری ہوئی ہوتی ہے۔ اگر کسی رسالے یا رسائل کے مجموعے کا موضوعاتی اور شخصی اشاریہ مرتب ہو تو محقق کو مطلوبہ مضمون، مصنف، موضوع یا شمارے کی تلاش میں نمایاں سہولت حاصل ہو سکتی ہے۔ غلام نبی کمار اشاریے کی اہمیت کو پیش کرتے ہوئے مضمون میں لکھتے ہیں کہ:

"اشاریہ سازی ایک مستقل فن ہے۔ کتابیات کی طرح اشاریہ کی بھی بڑی اہمیت ہے۔... اس پریشان کن صورتِ حال سے بچنے میں صرف اور صرف اشاریہ ہی ہماری راہ نمائی کر سکتا ہے"۔(۸)

رسائل کے اشاریے ادبی تاریخ کے مطالعے میں بھی اہم معاونت فراہم کرتے ہیں۔ کسی خاص ادبی تحریک یا رجحان کے بارے میں مختلف ادوار میں شائع ہونے والے مضامین کو اشاریے کے ذریعے تلاش کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح محقق یہ دیکھ سکتا ہے کہ کسی ادبی تصور یا رجحان پر مختلف ادوار میں کس نوعیت کی گفتگو ہوئی اور اس کے بارے میں اہلِ قلم کے خیالات کس طرح سامنے آتے رہے۔ یوں اشاریہ ادبی تاریخ کے منتشر مواد کو منظم کرنے اور مختلف ادبی ادوار کے باہمی ربط کو سمجھنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ کسی ادیب یا شاعر کی ادبی شخصیت کے مطالعے میں بھی اشاریہ نہایت مفید ہے۔ ایک ادیب کی تخلیقات مختلف کتابوں اور رسائل میں شائع ہو سکتی ہیں اور اس کے بارے میں تنقیدی و تحقیقی مواد بھی مختلف ذرائع میں موجود ہو سکتا ہے۔ شخصی اشاریہ ایسے مواد کو ایک نام کے تحت منظم کر کے محقق کے لیے تلاش آسان بنا دیتا ہے۔ اس کے ذریعے شاعر یا ادیب کی تخلیقات، ادبی خدمات، تنقیدی پذیرائی، سوانحی معلومات اور دیگر متعلقہ حوالوں تک رسائی حاصل کی جا سکتی ہے۔ بعض اشاریوں میں نایاب تصاویر، خطوط، مضامین اور دیگر دستاویزی شواہد کی نشان دہی بھی شامل ہوتی ہے، جو کسی شخصیت کے جامع تحقیقی مطالعے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

اشاریہ نایاب اور قدیم مواد کے تحفظ کے حوالے سے بھی اہم ہے۔ قدیم رسائل، اخبارات، مخطوطات اور دستاویزات ہر جگہ دستیاب نہیں ہوتے اور بعض اوقات ان کی حالت ایسی ہوتی ہے کہ براہِ راست مطالعہ بھی دشوار ہو جاتا ہے۔ اگر ان مواد کا مناسب اشاریہ تیار کر لیا جائے تو ان میں موجود اہم موضوعات اور معلومات کی نشان دہی محفوظ ہو سکتی ہے۔ اس طرح مستقبل کے محققین کے لیے یہ معلوم کرنا آسان رہتا ہے کہ کسی خاص موضوع یا شخصیت سے متعلق مواد کس ذخیرے میں موجود ہے۔ یوں اشاریہ براہِ راست مواد کو محفوظ کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی علمی شناخت اور بازیابی کو بھی یقینی بنانے میں مدد کرتا ہے۔ سرفراز حسین فراز لکھتے ہیں:

> "اشاریہ کا مقصد کسی دستاویز کے مندرجات کو آشکار کرنا اور قاری کو ایک دائرہ نظر میں وہ سب کچھ مہیا کرنا ہے کہ جس کی اسے جستجو ہو اور اسے اپنے مطلب کے مواد کی تلاش کے کام میں آسانی ہو۔ بکھری ہوئی معلومات کی طرف رہنمائی کے لیے اشاریہ مؤثر کردار ادا کرتے ہیں"۔(۹)

اشاریہ عام قاری کے لیے بھی ایک مفید وسیلہ ہے۔ اگرچہ اس کی اہمیت تحقیقی سرگرمیوں میں زیادہ نمایاں ہوتی ہے، لیکن کسی ضخیم کتاب یا علمی مجموعے سے مخصوص معلومات حاصل کرنے والا عام قاری بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ وہ پوری کتاب پڑھے بغیر اشاریے کی مدد سے اپنے مطلوبہ موضوع، نام یا اصطلاح سے متعلق صفحات تک پہنچ سکتا ہے۔ اس طرح اشاریہ کتاب کے استعمال کو آسان بناتا اور قاری کے وقت کو محفوظ رکھتا ہے۔ اکیسویں صدی میں معلومات کے ذرائع میں غیر معمولی وسعت پیدا ہوئی ہے۔ کمپیوٹر، ڈیجیٹل کتب خانے، آن لائن جرائد، تحقیقی ڈیٹا بیس اور برقی دستاویزات نے معلومات تک رسائی کے نئے راستے پیدا کیے ہیں۔ اس صورتِ حال میں بظاہر یہ محسوس ہو سکتا ہے کہ جدید سرچ نظاموں کی موجودگی میں اشاریہ سازی کی ضرورت کم ہو گئی ہے، لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔ معلومات کی مقدار میں اضافے نے منظم تلاش اور درجہ بندی کی ضرورت کو مزید بڑھا دیا ہے۔ جدید ڈیجیٹل نظاموں میں بھی کلیدی الفاظ، موضوعاتی درجہ بندی، مصنفین، عنوانات اور دیگر شناختی عناصر کی مدد سے مواد تلاش کیا جاتا ہے، جو بنیادی طور پر اشاریہ سازی کے اصولوں ہی سے وابستہ ہیں۔ اس لیے جدید ٹیکنالوجی نے اشاریہ کی ضرورت ختم کرنے کے بجائے اس کے دائرۂ کار کو مزید وسیع کر دیا ہے۔

> "موجودہ دور میں اشاری کو بڑی اہمیت حاصل ہے اور یہ بھی حقیقتاً نہایت مفید اور کام کی چیز اس سے قاری کو بھی فائدہ پہنچتا ہے اور تحقیق کرنے والے کو بھی خصوصاً نئے محقق کو اس کے ذریعے اس کے رہنمائی بھی ہوتی ہے اور وقت بھی بچتا ہے اس لیے اشاریہ محنت اور دلچسپی سے تیار کرنا چاہیے اور جتنے اہ موضوع کتاب میں ہوں سب کا اشاریہ بنانا چاہیے"(۱۰)

ڈیجیٹل دور میں اشاریہ سازی کی اہمیت اس اعتبار سے بھی بڑھ گئی ہے کہ ایک ہی علمی ذخیرے کو متعدد زاویوں سے تلاش کیا جا سکتا ہے۔ کسی کتاب یا مقالے کو مصنف، عنوان، موضوع، کلیدی لفظ، تاریخ یا اصطلاح کی بنیاد پر تلاش کرنا اسی منظم معلوماتی نظام کا نتیجہ ہے۔ اس طرح روایتی اشاریہ سازی کے بنیادی اصول جدید برقی علمی نظاموں میں بھی مختلف صورتوں میں کارفرما ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ روایتی اشاریے میں قاری کو مرتب شدہ صفحات اور اندراجات کے ذریعے رہنمائی ملتی ہے، جبکہ ڈیجیٹل ماحول میں یہی عمل

برقی تلاش اور ڈیٹا کی درجہ بندی کے ذریعے انجام پاتا ہے۔ اشاریہ سازی ایک سنجیدہ اور ذمہ دارانہ علمی عمل ہے جس کے لیے محض الفاظ کی شناخت کافی نہیں بلکہ مرتب کو موضوع اور متن کا گہرا فہم بھی ہونا چاہیے۔ اسے یہ فیصلہ کرنا ہوتا ہے کہ کون سی معلومات مستقل اندراج کے قابل ہیں، کون سے الفاظ یا موضوعات ایک دوسرے سے مربوط ہیں، کن اندراجات کے تحت ذیلی اندراجات قائم کیے جائیں اور مواد کو کس ترتیب سے پیش کیا جائے۔ اگر اہم مواد نظر انداز ہو جائے یا غیر ضروری معلومات کو حد سے زیادہ شامل کر لیا جائے تو اشاریے کی افادیت متاثر ہو سکتی ہے۔ اس لیے ایک اچھے اشاریے کے لیے جامعیت، صحت، وضاحت، ترتیب اور استعمال میں آسانی بنیادی خصوصیات شمار ہوتی ہیں۔ بقول سرفراز حسین مرزا:

> "اشاریے کا مقصد کسی دستاویز کے مندرجات کو اشکار کرنا اور قاری کو ایک تائرانہ نظر میں وہ سب کچھ مہیا کرنا ہے کہ جس کی اسے جستجو ہو اور اسے اپنے مطلب کے مواد کی تلاش کے کام میں آسانی ہو، بکھری ہوئی معلومات کی طرف رہنمائی کے لیے اشاریے موثر کردار ادا کرتے ہیں" (۱۱)

اشاریہ مرتب کرتے وقت تحقیقی مواد یا دستاویز میں موجود اہم موضوعات کو ہمہ جہتی انداز میں سامنے لانا ضروری ہے تاکہ مطالعہ کار مطلوبہ معلومات تک آسانی سے پہنچ سکے۔ تاہم جامعیت سے مراد یہ نہیں کہ متن کے ہر لفظ کو اشاریے میں شامل کر دیا جائے، بلکہ اصل ضرورت اہم اور قابلِ استفادہ مواد کے دانش مندانہ انتخاب کی ہے۔ ایک مؤثر مرتب وہی ہے جو متن کے بنیادی موضوعات، اہم شخصیات، اصطلاحات، مقامات، تصورات اور دیگر ضروری معلومات کو مناسب انداز میں منتخب کرے اور انہیں ایسی ترتیب دے جو قاری کے لیے واضح اور قابلِ استعمال ہو۔ اس اعتبار سے اشاریہ سازی میں علمی بصیرت اور فنی مہارت دونوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

اشاریہ مختلف اقسام اور مقاصد کے تحت مرتب کیا جا سکتا ہے۔ موضوعاتی اشاریہ میں موضوعات اور ذیلی موضوعات کی نشان دہی کی جاتی ہے، شخصی اشاریہ میں شخصیات کے نام اور ان سے متعلقہ مقامات کی نشاندہی ہوتی ہے، جبکہ موضوعاتی و شخصی اشاریہ میں دونوں پہلوؤں کو یکجا کیا جاتا ہے۔ توضیحی اشاریہ میں اندراجات کے ساتھ مختصر وضاحت بھی شامل کی جاتی ہے تاکہ قاری کو مواد کی نوعیت سمجھنے میں سہولت ہو۔ اسی طرح کتابوں، رسائل، اخبارات، مضامین، تحقیقی مقالات اور مخصوص ادبی اصناف کے لیے بھی الگ الگ نوعیت کے اشاریے مرتب کیے جا سکتے ہیں۔ ان تمام صورتوں کا بنیادی مقصد یہی ہے کہ علمی مواد کو منظم کر کے مطلوبہ معلومات تک رسائی آسان بنائی جائے۔

> "اشاریے کئی طرح کے ہوتے ہیں مثلاً ناموں کا اشاریہ، موضوع اشاریہ، شخصی وغیرہ۔ پہلے دو قسم کے اشاریے عموماً ضمیمے کے طور پر کتاب کے آخر میں دیے جاتے ہیں۔ یہ کتاب میں موجود مختلف ناموں اور موضوعات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ کتاب میں کہاں کہاں یہ نام اور موضوعات موجود ہیں شخصی اشاریہ ان سے قدرے مختلف ہے یہ اپنی بناوٹ اور استعمال کے اعتبار سے کسی حد تک شخصی کتابیات سے ملتا جلتا ہے" (۱۲)

مجموعی طور پر اشاریہ علمی مواد اور قاری کے درمیان ایک مؤثر واسطے کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ معلومات کو منظم کرتا، مطلوبہ مواد کی نشان دہی کرتا، وقت کی بچت کرتا، تحقیق کے تسلسل کو برقرار رکھنے میں مدد دیتا اور منتشر علمی سرمائے کو قابلِ استفادہ بناتا ہے۔ تحقیق کے میدان میں اس کی اہمیت اس لیے بھی بڑھ جاتی ہے کہ محقق کو نہ صرف موجودہ مواد سے استفادہ کرنا ہوتا ہے بلکہ سابقہ تحقیقات، مختلف آرا اور متعلقہ ماخذ تک بھی رسائی حاصل کرنا ہوتی ہے۔ اشاریہ اس پورے عمل کو زیادہ منظم اور مؤثر بنانے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ اُردو زبان و ادب کے حوالے سے اشاریہ سازی کی ضرورت مزید محسوس ہوتی ہے، کیونکہ اُردو کا علمی و ادبی سرمایہ مختلف ادوار اور مختلف ذرائع میں وسیع پیمانے پر پھیلا ہوا ہے۔ رسائل و جرائد، اخبارات، کتابیں، تحقیقی مقالے، مخطوطات اور دیگر دستاویزات میں محفوظ مواد کو اگر موضوعاتی، شخصی اور توضیحی اشاریوں کے ذریعے منظم کیا جائے تو محققین کے لیے علمی سرمائے تک رسائی بہت آسان ہو سکتی ہے۔ اس سے نہ صرف سابقہ تحقیق سے بہتر استفادہ ممکن ہو گا بلکہ نئے تحقیقی موضوعات کی تلاش، علمی تسلسل اور ادبی تاریخ کی تشکیل میں بھی مدد ملے گی۔

اشاریہ سازی محض مواد کی فہرست سازی کا نام نہیں بلکہ ایک باقاعدہ علمی، تحقیقی اور فنی سرگرمی ہے۔ یہ منتشر معلومات کو مربوط کرتی، وسیع علمی ذخیرے کو قابلِ رسائی بناتی اور محقق و قاری کو مطلوبہ مواد تک پہنچنے کی واضح راہ فراہم کرتی ہے۔ موجودہ دور میں جب معلومات کے ذرائع مسلسل بڑھ رہے ہیں اور وقت کی قلت بھی ایک اہم مسئلہ بن چکی ہے، اشاریہ کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ محسوس ہوتی ہے۔ ایک جامع، مستند اور منظم اشاریہ نہ صرف تحقیق کے عمل کو سہل، تیز اور مؤثر بناتا ہے بلکہ علمی و ادبی سرمائے کے تحفظ، ترویج اور آئندہ نسلوں تک اس کی منتقلی میں بھی بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اشاریہ سازی کو جدید تحقیقی روایت کا ایک ناگزیر معاون اور علمی مواد کی تنظیم و بازیابی کا مؤثر ترین ذریعہ قرار دیا جا سکتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ اختر النساء، (دیباچہ)، اشاریہ، اقبالیات، (سہ ماہی مجلہ) اقبال اکادمی، لاہور، ۱۹۹۸ء ص:۵

۲۔ شان الحق حقی، فرہنگ تلفظ، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ص:۵۱

۳۔ فیروز سنز کنسائز ڈکشنری، انگلش سے اُردو لاہور، فیروز سنز لمیٹڈ، ۱۹۸۳، ص:۲۰

۴۔ جمیل احمد رضوی :اشاریہ سازی مشمولہ اُردو میں فنی تدوین مرتبہ ڈاکٹر ایس ایم ناز، اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی، ۱۹۹۱ء، ص:۳۰۵

۵۔ عبدالقوی دسنوی، پروفیسر، انیس نما، لاہور، پنجاب یونی ورسٹی، ۱۹۶۹ء، ص :۱

۶۔ ابو سلمان شاہ جہاں پوری، ڈاکٹر، کتابیات پاکستان کے اخبارات اور رسائل، پیش لفظ، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۷ء، ص: ۹

۷۔ ڈاکٹر سید محمد عبداللہ، اصولِ تنقید، لاہور، سنگِ میل پبلی کیشنز، ۱۹۶۳ء، ص :۱۴

۸۔ غلام نبی کمار، اُردو میں اشاریہ سازی کی اہمیت، روزنامہ جنگ، میگزین سیکشن (قرطاسِ ادب)، ۸ مئی ۲۰۱۹ء

۹۔ سرفراز حسین مرزا، (مرتب) اشاریہ نوائے وقت ۱۹۴۷-۱۹۴۵ء، لاہور، پاکستان سٹڈی سینٹر، پنجاب یونیورسٹی ۱۹۸۷ء

۱۰۔ عبدالرزاق قریشی مبادیات تحقیق ص :۱۷

۱۱۔ سرفراز حسین مرزا، (مرتب)، اشاریہ نوائے وقت۱۹۴۷-۱۹۴۵ء، لاہور، پاکستان سٹڈی سینٹر، پنجاب یونیورسٹی۱۹۸۷ءص :۱

۱۲۔ محمد ہارون عثمانی، ڈاکٹر سلیم اختر،کوائف /کتابیات /اشاریہ ,مشمولہ مخزن لاہور، قائد اعظم لائبریری، لاہور، جلد دوم شمارہ ۲۰۲۲،۲ء،ص:۱۳۰

References in Roman Script:

1. Akhtar-un-Nisa, (Deebacha), Ishariya Iqbaliyat (Seh Mahi Mujalla), Iqbal Academy, Lahore, 1998, p. 5.
2. Shan-ul-Haq Haqqee, Farhang-e-Talaffuz, Islamabad: Muqtadira Qaumi Zaban, p. 51.
3. Ferozsons Concise Dictionary, English se Urdu, Lahore: Ferozsons Limited, 1983, p. 20.
4. Jameel Ahmad Rizvi, “Ishariya Sazi,” mashmoola Urdu Mein Fanni Tadveen, murattaba Dr. S. M. Naz, Islamabad: Idara Tehqeeqat-e-Islami, 1991, p. 305.
5. Abdul Qavi Desnavi, Professor, Anees Numa, Lahore: Punjab University, 1969, p. 1.
6. Abu Salman Shah Jahanpuri, Dr., Kitabiyat Pakistan ke Akhbarat aur Rasail, Pesh Lafz, Islamabad: Muqtadira Qaumi Zaban, 1987, p. 9.
7. Dr. Syed Muhammad Abdullah, Usool-e-Tanqeed, Lahore: Sang-e-Meel Publications, 1963, p. 14.
8. Ghulam Nabi Kumar, “Urdu Mein Ishariya Sazi ki Ahmiyat,” Roznama Jang, Magazine Section (Qirtas-e-Adab), 8 May 2019.
9. Sarfaraz Hussain Mirza, (Murattib), Ishariya Nawa-i-Waqt 1945–1947, Lahore: Pakistan Study Centre, Punjab University, 1987.
10. Abdul Razzaq Qureshi, Mubadiyat-e-Tehqeeq, p. 71.
11. Sarfaraz Hussain Mirza, (Murattib), Ishariya Nawa-i-Waqt 1945–1947, Lahore: Pakistan Study Centre, Punjab University, 1987, p. 1.
12. Muhammad Haroon Usmani, “Dr. Saleem Akhtar: Kawaif / Kitabiyat / Ishariya,” mashmoola Makhzan, Lahore: Quaid-e-Azam Library, Jild 2, Shumara 2, 2022, p. 130.